شاہد حسین رزاقی

بہادر یار جنگ کا روزنامچہ

قائدِ ملّت محمد بہادر خاں جو نواب بہادر یار جنگ کے نام سے زیادہ مشہور ہیں جدید اسلامی ہند کی ایک عظیم ترین شخصیت تھے۔ وہ مجلسِ اتحاد المسلمین حیدر آباد دکن کے قائد، ریاستی مسلم لیگ کے بانی و صدر، کل ہند مسلم لیگ کے ممتاز رہنما، تحریک پاکستان کے پرجوش حامی اور اپنے دَور کے سب سے بڑے مقرر اور اعجاز بیان خطیب تھے۔ قائدِ ملت نے پچیس سال کی عمر میں قومی زندگی میں حصہ لینا شروع کیا۔ ان کو بین الاسلامی اتحاد کے تصور اور تحریک سے بے انتہا دلچسپی تھی، اور اپنے اسی رجحان کی بنا پر انھوں نے ۱۹۳۱ء میں جب کہ ان کی قومی زندگی کا محض آغاز تھا، مشرقِ وسطیٰ کے تمام مسلم ممالک کا سفر کیا۔ اور حجاز، مصر، ترکی، شام و لبنان، عراق، ایران، اور افغانستان کی طویل سیاحت کے دوران وہ بادشاہوں، امیروں، سیاسی لیڈروں، عالموں اور دوسری ممتاز شخصیتوں سے ملے اور ان سے تبادلۂ خیالات کیا۔ مسلمانوں کے مختلف اداروں کو دیکھا، اور بین الاسلامی اتحاد کے حامی زعماء اور تنظیموں سے ذاتی روابط قائم کیے۔ قائدِ ملّت اپنا روزنامچہ ہمیشہ بہت پابندی سے لکھتے تھے۔ اور اس سفر کے تمام حالات بھی انھوں نے تاریخ وار تفصیل سے قلم بند کیے تھے۔ بیت المقدس اور تہران میں قیام سے متعلق انھوں نے جو واقعات لکھے ہیں ان کے کچھ اقتباسات اس مضمون میں پیش کیے گئے ہیں۔

بہادر یار جنگ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۴۹ھ کو حیدر آباد دکن سے روانہ ہوئے اور فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد ۲۱ محرم ۱۳۵۰ھ کو براہِ بیروت و حیفہ بیت المقدس پہنچے اور زاویۂ ہندی میں قیام کیا۔

فلسطین میں وہ ایک ہفتہ رہے اور قدس کے علاوہ الخلیل، بیت اللحم، ریحا، نبی موسیٰ اور کئی مقامات دیکھے جو مذہبی اور تاریخی اعتبار سے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ بیت المقدس میں زمانۂ قیام کے روزنامچے سے کچھ واقعات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:-

"دوشنبہ ۲۱ محرم ۱۳۵۰ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۱ء

آج تقریباً تمام دن بہت مصروف رہا۔ پانچ بجے مفتی سید محمد امین الحسینی صاحب مفتیٔ اعظم و رئیس مجلسِ اسلامی اعلیٰ سے ملاقات کے لیے گیا، نہایت خوش خلق، مفکر و مدبّر قائد ہیں۔ اسلام کا درد رکھتے ہیں۔ ان کے یہاں بعض اور مفتیوں اور فلسطین کے علما سے ملاقات ہوئی۔ مغرب تک مختلف اسلامی مسائل اور خصوصاً قضیہ براق شریف کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی۔ مفتیٔ اعظم نے اس قضیہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا جس سے یہ اندازہ ہوا کہ اگر اس موقع پر انھوں نے جرأت اور استقلال سے کام نہ لیا ہوتا تو براق شریف کے مقام پر یہودیوں کا قبضہ ہو جاتا اور یہ اقدام مسجد اقصیٰ اور صخرۃ اللہ کے قبضے پر منتج ہوتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہود اسی تمنا میں دیوار براق کے پاس کھڑے رویا کرتے ہیں۔ یہاں سے واپسی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر دیکھی اور باب الرحمت بھی دیکھا جس کو لوگ "جنوں کا قید خانہ" کہتے ہیں۔

چہارشنبہ ۲۳ محرم ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۳۱

آج دوپہر کو خلیل الرحمان اور بیت اللحم سے واپس آیا۔ بعد مغرب مفتی اعظم سید امین الحسینی صاحب ملاقاتِ بازدید کے لیے آئے۔ بلادِ عرب، شام، فلسطین و عراق سے ترکوں کے اخراج کے اسباب و علل پر دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ ان کا خیال ہے کہ سلطان عبدالحمید کے زمانے سے یورپ نے ترک نوجوانوں کے ذہن میں اسلامیت کی بجائے قومیت کے جذبات پیدا کیے۔ یہی جذباتِ قومیت ترکوں نے عربوں، چرکسیوں، دروزیوں اور لبنانیوں میں پھیلائے۔ شریف حسین کے قلب و دماغ پر ان جذبات کا تسلط تھا۔ انگریزوں نے اس کو بہکایا اور وہ ان کی زد میں آگیا۔ عربوں کی بغاوت کی وجہ سے ترکوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا، جس کو آج عرب بھی رو رہے ہیں۔ مفتی اعظم

نے کل صبح مجلسِ اسلامی اعلیٰ کے قائم کیے ہوئے ادارے دیکھنے کی دعوت دی اور رات کے کھانے پر مدعو کر کے رخصت ہوئے۔

پنجشنبہ ۲۴ محرم ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۱ جون ۱۹۳۱ء

صبح سے دو بجے تک مجلسِ اسلامی اعلیٰ کے ادارے دیکھتا رہا۔ یہ مجلس مسلمانوں کے اوقاف کا انتظام کرتی ہے اور اس کے چار ارکان اور صدر مسلمانوں ہی سے منتخب کیے جاتے ہیں۔ ابتدا سے اب تک مولانا سید امین الحسینی اس مجلس کے صدر ہیں جن کو مفتیٔ اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اوقاف کی آمدنی سے مجلس نے ایک کالج، کتب خانہ، شفاخانہ، لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے درسگاہیں اور ایک صنعتی ادارہ "دارالایتام اسلامیہ صناعیہ" قائم کیا ہے۔ ایک زبردست برقی مطبع بھی ہے۔ صنعتی ادارے میں نجاری، کفش دوزی، خیاطی، بید بافی اور برش سازی وغیرہ کا نہایت اچھا کام ہوتا ہے، اندھے لڑکوں کو برش سازی کا کام کرتے دیکھ کر بہت حیرت اور مسرت ہوئی۔ اسی عمارت میں اخبار "الجامعۃ العربیہ" کا دفتر ہے جو مجلسِ اسلامی کا ترجمان ہے۔ ایڈیٹر صاحب کے کہنے پر میں نے اس اخبار کے لیے یہ پیغام دیا کہ "مسلمان یورپ کی اندھی تقلید سے بچیں اور اگر حقیقی عروج چاہتے ہیں تو اپنے دین پر ثابت قدم رہیں۔"

یہ کالج حرم سے متصل ہے اور حدود حرم ہی میں ایک بڑی وسیع عمارت کے اندر حرم کی نمایش گاہ قائم ہے۔ اس میں حرم اور مسجد اقصیٰ سے متعلق متعدد قدیم آثار کے علاوہ قرآن شریف کے قدیم اور کم یاب نسخے مثلاً محمد ابن حسن ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب رضوان اللہ عنہم کا دوسری صدی ہجری میں کوفی رسم الخط میں لکھا ہوا قرآن شریف، سلطان سلیم، سلاطین مغرب، والیٔ حبش اور کئی قدیم مسلمان سلاطین کے پیش کردہ قرآن مجید کے نایاب نسخے بھی موجود ہیں۔ بنی امیہ اور بنی عباس سے لے کر اس وقت تک ان تمام مسلمان سلاطین کے عہد کے سکے بھی ہیں جن کی قدس پر حکومت تھی۔

رات کے آٹھ بجے مفتی اعظم کی دعوت میں گیا۔ وہاں شریف علی ابن حسین سابق شاہ

حجاز اور امیر عبداللہ ابن حسین والئ شرق اردن سے تعارف ہوا۔ کھانے پر یہ دونوں امراء مجھ ہی سے مخاطب رہے۔ ہندوستان اور خصوصاً حیدرآباد کے حالات میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ میں نے اسی سال حج کیا ہے اور سلطان ابن سعود سے مل بھی چکا ہوں تو انھوں نے بڑی دلچسپی ظاہر کی اور میں نے وہاں کے کچھ حالات بیان کیے۔ شریف علی متین خاموش اور سنجیدہ آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ اور شریف عبداللہ باتونی اور چرب زبان ہیں۔ شریف عبداللہ نے شرق اردن آنے کی دعوت دی۔ اور شریف علی نے عراق میں ملاقات کی امید ظاہر کی۔

جمعہ ۲۵ محرم ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۳۱ء

مفتی اعظم سید امین الحسینی صاحب نو بجے تشریف لائے۔ ان کے ساتھ امیر علی اور امیر عبداللہ کی ملاقات کے لیے گیا۔ یہ اسماعیل بک آفندی الحسینی کے مکان میں مقیم ہیں۔ دونوں امیر بہت اخلاق سے ملے۔ ہندوستانی شاعری خصوصاً کلامِ اقبال، اتحادِ اسلامی اور دولِ یورپ کا انتداب جیسے متعدد مسائل پر گفتگو رہی۔ میں نے شریف حسین مرحوم کی موت پر اظہارِ تعزیت کیا۔ شریف علی اور شریف عبداللہ نے دوبارہ شرق اردن اور عراق آنے کی دعوت دی اور حضور نظام کی خدمت میں پیاماتِ سلام دیئے گئے۔

شنبہ ۲۶ محرم ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۳۱ء

مفتی اعظم سید امین الحسینی نہایت شریف اور بے حد خوش اخلاق آدمی ہیں۔ ان کی وجہ سے فلسطین کے تمام علما و اکابر سے ملاقات ہوئی، میں نے مصر جانے کے لیے پاسپورٹ حاصل کرنے کا انتظام بھی ان کے تفویض کر دیا ہے۔ آج پانچ بجے مفتی اعظم صاحب کے پاس گیا تھا۔ انھوں نے مصر اور استنبول کے اکابر کے نام تعارفی خطوط دیئے ہیں۔ مصری اکابر میں مصطفیٰ نحاس پاشا، محمد علی پاشا، عبدالحمید بک سعید رئیسِ شبان المسلمین اور شیخ الازہر کے نام خطوط شامل ہیں۔

شیخ ناظر حسن صاحب زاویۂ ہندی کے شیخ ہیں۔ ان کی فلسطینی بیوی بہت کوشش کرتی ہیں کہ مجھے میری پسند کی کوئی اچھی سی چیز کھلائیں، لیکن کچھ بن نہیں پڑتا۔ یہاں عام طور پر اُبلے ہوئے سالن کھائے جاتے ہیں اور یہ بھی اُبلی ہوئی پھیکی سیٹھی چیزیں ہی پکا سکتی ہیں۔ آج املی کی ترشی ڈال کر کوفتے پکانے کی کوشش کی، سالن کھٹا تو ہو گیا مگر مرچ اور مسالوں کے بغیر لذت کہاں؟"

(۲)

بیت المقدس سے بہادر یار جنگ بذریعہ موٹر قاہرہ گئے۔ اور مصر میں دو ہفتے قیام کرنے کے بعد شام و لبنان، ترکی اور عراق کی سیاحت کرتے ہوئے ایران پہنچے۔ کرمان شاہ، ہمدان و قزوین کے راستے ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ کو وارد تہران ہوئے۔ اس شہر میں ان کا قیام کوئی بیس دن رہا۔ اور اس دوران میں وہ اصفہان اور قم کو بھی دیکھ آئے۔ تہران میں زمانۂ قیام کے روزنامچے سے کچھ واقعات درج ذیل ہیں :۔

"سہ شنبہ ۱۷ ربیع الثانی مطابق یکم ستمبر ۱۹۳۱ء

جب میں حیدرآباد سے روانہ ہوا تو میرے پاس آغا محمد علی داعیِ اسلام کے دیئے ہوئے تین خط شہزادہ افسر علی، ادیب السلطنت سمیعی اور آقائے سعید نفیسی کے نام تھے۔ ان کو ٹیلی فون کیا تو معلوم ہوا کہ ادیب السلطنت تو تبریز کے والی مقرر ہو کر روانہ ہو چکے ہیں اور شہزادہ افسر علی بھی تہران سے باہر گئے ہیں۔ سعید نفیسی تہران میں موجود تھے۔ شام کو آٹھ بجے آئے اور آئندہ میرے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا۔ آغا سعید نفیسی نہایت فاضل اور روشن خیال ایرانی ہیں۔ یورپ اور تقریباً تمام بلادِ اسلامیہ کی سیاحت کی ہے۔ ترکی، انگریزی اور فرانسیسی وغیرہ کئی زبانوں سے واقف ہیں۔ اتحاد بین المسلمین کو بہت ضروری خیال کرتے ہیں لیکن اس کو عملی شکل دینا مشکل سمجھتے ہیں۔ اتحادِ ہند و ایران و افغانستان کے بڑے حامی ہیں۔ بہ الفاظ دیگر فارسی بولنے والے ممالک کے درمیان قریبی اتحاد چاہتے ہیں۔ ان کا ایک سیاسی نظریہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمان جنوبی ہند اور مشرق و مغرب کے علاقوں سے نکل کر شمالی و مغربی علاقوں

یعنی شمالی یو۔پی و دہلی، پنجاب، سندھ، بلوچستان اور صوبۂ سرحد میں جمع ہو جائیں اور یہاں ایک اسلامی جمہوریہ کی داغ بیل ڈالیں۔ اور باقی ہندوستان ہندوؤں کے لیے چھوڑ دیں۔ اس طرح ایران، افغانستان اور شمالی و مغربی ہند کا اتحاد ایک مکمل اسلامی اتحاد ہو سکے گا سعید نفیسی یہ چاہتے ہیں کہ مسلم زعمائے ہند سے ایک ایران میں اور زعمائے ایران سے ایک ہند میں مستقل سکونت اختیار کرے تاکہ دعایتہ کے ذریعہ بوجوہ احسن باہمی اتحاد قائم کیا جا سکے۔ آغا سعید نفیسی دوسرے روز مجھے بعض مقامات کی سیر کرانے کا وعدہ کر کے رخصت ہوئے۔

چہارشنبہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۳۱ء

آج صبح ۹ بجے آغا سعید نفیسی آئے۔ ان کے ساتھ مجلس شورائے ملی دیکھنے گیا۔ اور اس کے کتب خانے اور مطبع کا بھی معائنہ کیا۔ کتب خانہ جدید فارسی، عربی، انگریزی اور فرانسیسی زبان کی اچھی کتابوں پر مشتمل ہے۔ اور مطبع جدید آلاتِ طبع سے لیس ہے اور ہر قسم کا طباعت کا کام ہوتا ہے ایران میں تمام سرکاری کتابیں اور جرائد وغیرہ عربی خطِ نسخ کے ٹائپ میں چھپتی ہیں۔ اور نستعلیق خط کا بہت کم رواج باقی رہ گیا ہے۔

سرکاری باغ عامہ کی سیر کرنے کے بعد سفارت خانۂ افغانستان گیا جہاں آقائے شیر محمد سفیرِ افغانستان سے ملاقات ہوئی۔ یہ اعلیٰ حضرت نادر شاہ کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ امیر حبیب اللہ خاں کے زمانے میں وزیر جنگ تھے اور امیر امان اللہ خاں کے عہد میں صدرِ اعظم اور وزیر مختار رہے۔ ان سے دیر تک ایران کی حالت، افغانستان کی خانہ جنگی اور امان اللہ خان کے کارناموں پر اُردو میں گفتگو ہوئی، وہ بہت اچھی اُردو بولتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ امان اللہ خاں نے افغانستان کو انگریزوں کے نرغے سے نجات دلائی۔ اور اسی نوعیت کی بعض ایسی خدمات انجام دی ہیں کہ جس قوم نے آج ان کو جلاوطنی پر مجبور کیا ہے یقین ہے کہ وہی قوم پچاس برس کے بعد ان کا مجسمہ بنا کر پوجے گی۔ اسی کے ساتھ بعض ایسی حرکات بھی اُن سے سرزد ہوئی ہیں جن کا نہ معلوم قیامت کے دن خدا کے سامنے کیا جواب دیں گے۔ ملک کی ترقی کے لیے انھوں نے بہت کام کیا لیکن

ان مفید کاموں کے ساتھ ساتھ انھوں نے کئی غلطیاں بھی کیں۔ علماء اور ملاؤں کے وظائف مسدود کرکے ملک میں انھیں ذلیل و خوار کرنا ایک ایسی غلطی تھی جو انقلاب اور جلاوطنی پر منتج ہوئی۔

یکشنبہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء

رات کو آقائے سعید نفیسی کے مکان پر گیا تھا۔ وہاں کئی ادیبوں سے ملاقات ہوئی۔ ان کے یہاں ہر شبِ یکشنبہ کو ادبا تہران کا اجتماع ہوتا ہے اور ادبی موضوعات پر بہت اچھی گفتگو رہتی ہے آغا سعید نفیسی نے آج صبح مجلس شوریٰ ملی کے کتب خانے میں ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ میں دس بجے مجلس کے دفتر گیا اور وہاں حسب وعدہ آغا صاحب مل گئے۔ ان کے ساتھ وزارتِ معارف کی راہ لی۔ پھر وزارتِ طرق و شوارع کے دفتر پہنچے۔ اس کے بعد وزارتِ خارجہ کے دفتر میں آقائے محمد علی خان فروغی وزیر خارجہ سے ملاقات ہوئی۔ یہ رئیس الوزرا اور انقرہ میں وزیر مختار کے عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ نہایت فہیم و سنجیدہ ایرانی ہیں۔ میرے استفسار پر فرمایا کہ دولِ خارجہ سے ایران کے تعلقات خوش گوار ہیں۔ اور اب کوئی اجنبی سیاسی اثر ایران پر مسلط نہیں۔ البتہ بعض بیرونی تجارتی اثرات سے ایران ہنوز آزاد نہیں ہوسکا ہے۔ حکومت اس بندھن سے بھی نجات حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس کے بعد وزارتِ مالیہ کے دفتر گئے اور وہاں وزیر مالیہ آقائے سید حسین تقی زادہ سے ملاقات کی۔ یہ زمانۂ مشروطیت ایران کے مشہور لیڈر اور قابل ترین وزیر ہیں۔ وطنی تحریکات کے سلسلہ میں تقریباً بیس سال تک جلاوطن رہے اور نہایت تنگ دستی کی زندگی بسر کی۔ ایران کی اقتصادی حالت پر گفتگو کے دوران میں انھوں نے کہا کہ حکومت جس مسئلہ کو سب سے اہم سمجھتی ہے وہ یہ ہے کہ واردات و صادرات (درآمد و برآمد) کا توازن قائم کیا جائے تاکہ ملک کو اقتصادی زبوں حالی سے نجات ملے۔

شام کو آقائے نفیسی اپنے ساتھ انجمن ادبی ایران کے ایک جلسے میں لے گئے جو ہر شبِ دوشنبہ کو شہزادہ افسر علی کے مکان پر منعقد ہوتا ہے۔ یہاں ۶۰ - ۶۵ شائقینِ ادب کا اجتماع تھا اور آقا بدیع الزمان، آقا طوسی مشہدی، آقا نیرنگ اور دوسرے شاعروں اور ادیبوں سے ملاقات ہوئی۔"